رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۰۸)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ

سالانہ ......

ششماہی ......

سہ ماہی ......

قیمت پرانا پرچہ (۳/)

قیمت فی پرچہ (۲/)

جلد ۸ | ۹ فروردی ۱۳۵۴ ف | ۲۶ صفر ۱۳۶۴ھ | ۱۰ فروری ۱۹۴۵ء | نمبر ۴۲

دیرپا امن کی شرط مقدم

از

اے، داس

گزشتہ عالمگیر جنگ نے ایک ایسا ہولناک منظر پیش کیا تھا جس میں اقتدار و تسلط کے لئے اقوام عالم کی رقابتیں شدید ہو گئی تھیں۔ ورسائی میں دنیا کو جمہوریت کے لئے محفوظ کرنے کی خاطر قیام امن کی جو کوشش کی گئی تھی وہ ایک کھلا انتشار انگیز تھی۔ موجودہ عالمگیر جنگ معاہدہ ورسائی کا ایک منطقی اور قدرتی نتیجہ ہے۔ یہ بات اب تسلیم کی جا چکی ہے کہ ایک دیرپا امن کے لئے راستہ ہموار کرنے کے بجائے معاہدہ ورسائی نے بین الاقوامی سیاسیات میں نفرت کا بیج بویا تھا جس کا نتیجہ یہ عالمگیر جنگ ہے جس کی نظیر دنیا انسان کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

جب یہ جنگ ختم ہو جائے گی وہ ممالک جو برسر پیکار ہیں تھک جائیں گے اور امن کے متلاشی ہوں گے امن قائم کرنے کے لئے اقوام کے ذہن سے جنگجویانہ میلان کو مٹا دینا پڑے گا۔ یہ شکایت بالکل درست ہے کہ اختتام جنگ پر انتشار کا دور شروع ہوگا۔ یہ ضروری ہوگا کہ اس دور انتشار کو زیادہ مدت تک باقی نہ رہنے دیا جائے۔ اگر جنگ کے بعد اقوام کی جنگجویانہ ذہنیت بدل جائے اور ان میں تعمیری جذبہ پیدا ہو دیرپا امن کا قیام ممکن ہو سکے گا۔ سب کے لئے مساوی معاشی مواقع حاصل ہوں تو اس سے تحفظ امن کے امکانات ثبت پائیں گے عالمگیر امن کی شرط مقدم یہ بھی جانی ہے کہ متحدہ اقوام کو محوری دول پر فتح حاصل ہو۔ تاوقتیکہ جرمنی اور جاپان غیر مشروط طور پر ہتھیار نہ ڈال دیں جنگ ختم نہ ہوگی۔ متحدہ اقوام پر ایسے سخت شرائط عائد کریں گے کہ آئندہ ان میں حملہ کرنے اور جنگ برپا کرنے کی قوت نہ رہے لیکن اہم سوال یہ ہے کہ متحدہ اقوام کے ارکان میں اور مشرقی اور افریقی قوموں میں کس طرح امن قائم کیا جائے گا؟ جو نصب العین منشور اوقیانوس (اٹلانٹک چارٹر) وجود میں آیا تھا میں پیش کیا گیا تھا اور پریسیڈنٹ روزویلٹ نے جن چار آزادیوں کا ذکر کیا تھا ان کا تعلق صرف مغربی اقوام سے ہے یعنی ان اقوام سے جن پر نازی تسلط ہو گیا تھا۔ ہم بلقان اور جنوبی، وسطی اور مشرقی یورپ میں سیاسی خلا کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ یہ علاقے مغرب کی جانب برطانیہ اور امریکہ کے روایتی مفادات سے گھرے ہوئے ہیں اور دوسری جانب سوویٹ یونین کا مفاد ان کو گھیرے ہوئے ہے جس سے اہم اور وسیع مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ یہی وہ علاقے ہیں جہاں سے گزشتہ اور موجودہ عالمگیر جنگ کی ابتدا پیدا ہوئی تھیں۔ حبشہ اور یونان کا حالیہ خلفشار انقلاب کی خطرناک علامت ہے۔ یہ بھی اندیشہ پیدا ہو رہا ہے کہ رومانیہ، البانیہ، یوگوسلاویہ، ہنگری اور پولینڈ وغیرہ کے آئندہ البانیہ سے بن جائیں گے تاوقتیکہ متوازن اور دیرپا امن قائم نہ ہو جائے اور برطانیہ، امریکہ اور سوویٹ روس ایک متفقہ پالیسی مدون نہ کریں۔ تدبر کے ذریعہ یورپ سے ان ممالک کی سیاسی قسمتی سلجھائی نہیں جا سکتی۔ یورپ میں جو ممالک نازی تسلط سے آزاد ہو گئے ہیں ان میں قدیم سیاسی جماعتیں برسراقتدار آ گئی ہیں اور یہ جماعتیں عوام کی تمناؤں کا ساتھ دینے سے قاصر ہیں۔ یورپ میں ایک ہیجان پیدا ہو رہا ہے۔ بعض ممالک کے دستوروں میں برطانیہ اور سوویٹ روس مداخلت کر رہے ہیں۔ امریکہ خاموش ہے۔ یورپ کے اس انتشار سے بہت سے سیاسی اور معاشی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ قضائی کانفرنس کی ناکامی، تیل کے مسئلہ پر روس اور ایران کا اختلاف، یورپ میں مشرقی اور مغربی بلاک اثر قائم کرنے کی گفتگو، اپنے ہمسایوں کے ساتھ جنوبی افریقہ کی روش، حبش کے ایک علاقہ پر فوجی اقتدار کے لئے برطانیہ کا تحفظ، یہ سب ایسے امور ہیں جو امن عالم کے تحفظ کے مسائل کو خطرہ میں ڈال دیتے ہیں۔

ڈمبرٹن اوکس کانفرنس میں قیام امن کی ایک نئی تجویز پیش ہوئی۔ اقوام متحدہ کی دوسری تحفظ امن عالم کی غرض سے تشکیل دی گئی چار ملک اقدام کو روکنے کا ایک ذریعہ ہوگی۔ اس کانفرنس میں تنازعات کے تصفیہ کے بعض طریقے بھی تجویز کئے گئے۔ مختلف قوموں کے مابین اشتراک عمل کے عام اصولوں پر بھی غور کیا جائے گا تاکہ امن تمام رہے مثلاً تخفیف اسلحہ وغیرہ۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ یہ عالمی بڑی طاقتوں کے ہاتھوں ہے جیسے امریکہ، برطانیہ، روس تحفظ امن عالم کی کمیٹی میں بڑے دول کے شانہ بشانہ کام کرے گی۔ اگر یہ بڑے دول آپس میں متفق نہ ہوں تو یہ کمیٹی ایک تماشہ ہو کر رہ جائے گی۔ لیکن یہ واقعہ اب کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ ان بڑے دول میں نصب العین کے اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ اگر ان چار بڑے دول میں اختلافات باقی رہے تو سیاسی فضا مکدر رہے گی۔

دیرپا امن کے لئے یہ ضروری ہے کہ موجودہ سیاسی اور معاشی نظام کی اصلاح کی جائے۔ دنیا کا معاشی نظام خانہ جنگی اور دول پر قائم ہے اور جنگ کی ایک بڑی وجہ ہے۔ ضرورت ہے کہ اس معاشی نظام جو سرمایہ داری

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۹)

چارمینار پریس

استہار، لیبل، پوسٹر، پمفلٹ، امراسلے
کتابیں، رسالے، اردو، انگریزی، گجراتی
ہندی، مرہٹی، کنٹری، تلنگی، ہر زبان اور
ہر قسم کی چھپوائی کا معقول انتظام

چارمینار پریس

گلزار حوض حیدرآباد دکن
فون نمبر

ہفتہ وار
مملکت

جلد ۲	۹ فروری	نمبر ۲۱

حکومت کی غذائی پالیسی

کاشتکار اور صارفین ایک دوسرے سے قریب ہو جائیں گے

یہ ایک امر واقعہ ہے کہ جنگ اور قلت اغذیہ کے زمانہ میں اجناس خوردنی کی فراہمی اور تقسیم کے قدیم طریقے کار آمد نہیں ہوتے کیونکہ تاجروں کو ہوس نفع اندوزی اور ذخیرہ بازی کی طرف مائل کر دیتی ہے جس سے ملک میں مصنوعی قلت پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اور حکومت کے لئے غذائی صورت حال پر قابو پانا مشکل ہو جاتا ہے۔ چور بازار اور نفع اندوزی کا قلع قمع کرنے اور غذائی صورت حال پر پوری طرح قابو پانے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ حکومت غلہ کی پوری تجارت کو اپنے ہاتھ میں لے لے اور غلہ کی منصفانہ تقسیم عمل میں لائے۔ لیکن ہندوستان کی طرح حیدرآباد میں بھی ایسی حکمت عملی کو روبعمل لانا بہت دشوار ہے۔ علاوہ اس کے ایک طرف باشندگان ملک اس کے لئے تیار نہیں ہیں اور دوسری طرف حکومت کے پاس کافی تعداد میں تربیت یافتہ عملہ موجود نہیں۔ پس غذائی صورت حال پر قابو پانے کی ایک دوسری تدبیر یہ ہے کہ درمیانی نفع اندوزوں کو بے دخل کر کے اجناس خوردنی کی فراہمی اور تقسیم کا کام انجمن ہائے امداد باہمی سے لیا جائے تاکہ غذائی مسائل کو حل کرنے کے لئے عوام کا زیادہ سے زیادہ اشتراک عمل حاصل ہو سکے۔

محکمہ رسد نے لیوی کی وصولی کے سلسلہ میں مقامی پولیسوں کے علاوہ شکایتیں وصول ہو رہی تھیں۔ ان دشواریوں کو رفع کرنے کے لئے مشاورتی مجلس اغذیہ نے یہ طے کیا تھا کہ کل پوسٹ کا کام انجمن ہائے امداد باہمی سے لیا جائے۔ اس تجویز کا اہل ملک نے خیر مقدم کیا تھا لیکن اس کے روبعمل آنے میں جب دیر ہونے لگی تو ذخیرہ اندوزوں نے اس تاخیر سے فائدہ اٹھا کر یہ پروپگنڈہ شروع کر دیا کہ یہ تجویز قابل عمل نہیں ہے اس لئے حکومت اس کو روبعمل لانے میں پس و پیش کر رہی ہے۔ چند روز قبل ہم نے اپنے ایک اداریہ میں حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کرائی تھی۔ خوشی کی بات ہے کہ حکومت نے اپنے ایک تفصیلی پریس نوٹ کے ذریعہ اپنی غذائی پالیسی کو واضح کر دیا ہے اور یہ بتلایا ہے کہ —

"ملک کے بعض حصوں میں [illegible] ان کو مقامی مسائل اغذیہ کو حل کرنے کے لئے امداد باہمی کے اصولوں کے تحت [illegible] نفاذ میں جو کامیابی ہوئی ہے اس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ موجودہ نظام کی خامیوں کو کیونکر دور کیا جا سکتا ہے اور اس مسئلہ سے متعلق مختلف سرگرمیوں کی مناسب نگرانی کس طریقہ پر کی جا سکتی ہے .... حکومت ان علاقوں کے تجربات کو پیش نظر رکھ کر جہاں انتظامات امداد باہمی کے اصول پر کئے گئے تھے اس مسئلہ کی جانچ پڑتال کی اور اب وہ اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ ایسے غذائی انتظام میں جو امداد باہمی کے اصول پر مبنی ہو صرف یہ خوبی ہے کہ وہ ان تمام بے قاعدگیوں کا خاتمہ کر دے جو انفرادی جد و جہد پر مبنی موجودہ انتظام میں ہونا لازمی ہے بلکہ بعید ترین نقطۂ نظر سے یہ کاشتکار اور صارفین کے لئے بڑی اہمیت بھی رکھتا ہے اور انہیں ایسے کاروباری نظام میں ایک دوسرے سے قریب تر کر دیتا ہے جو دونوں کے لئے فائدہ بخش ہے"

حکومت کی اس توضیح نے ان تمام شکوک و شبہات کو رفع کر دیا جو ذخیرہ اندوزوں نے پیدا کرنے کی کوشش کی تھی۔ غذائی نظم و نسق کو امداد باہمی کے اصولوں پر چلانے سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ کاشتکار اور صارفین ایک دوسرے سے قریب تر ہو جائیں گے اور جب خود کاشتکار انجمن امداد باہمی کے رکن بن جائیں گے تو وہ ایک طرف درمیانی اشخاص کے استحصال سے محفوظ رہیں گے اور دوسری طرف انہیں اپنی پیداوار کا معقول اور بر وقت معاوضہ مل سکے گا۔ دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ جو منافع درمیانی اشخاص حاصل کرتے تھے وہ اب انجمن ہائے امداد باہمی کو ملے گا جس سے بالآخر خود کاشتکار مستفید ہو سکیں گے۔ یہاں اس امر کا اعادہ بے محل نہ ہوگا کہ حیدرآباد میں غذا کی پیداوار سو کروڑ کی ہوتی ہے جس میں [illegible] سے ساٹھ کروڑ درمیانی اشخاص کی جیب میں چلے جاتے ہیں اور چالیس کروڑ کاشتکاروں کو ملتے ہیں۔ امداد باہمی کے اصول پر اجناس خوردنی کی فراہمی اور تقسیم سے ایک اہم نتیجہ یہ مرتب ہوگا کہ سرکاری عمال رشوت نہ لے سکیں گے اور رشوت ستانی بہت بڑی حد تک گھٹ جائے گی۔

پریس نوٹ میں اس امر کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ تمام اضلاع کے ۵۰ مقامات پر امداد باہمی کی تعلقہ انجمن ہائے ترقیات قائم کرنے کا کام شروع کیا جا رہا ہے۔ اس وقت ایسی انجمنوں کی تعداد پچاس ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ دوسرے تعلقات میں بھی ایسے ادارے قائم کر دیے جائیں گے۔ یہ انجمنیں لیوی وصول کرنے اور کارپوریشن کی جانب سے چاول خریدنے کے علاوہ حسب ذیل فرائض بھی انجام دیں گی۔

"ابتدائی دور میں تعلقہ کی انجمن نشر و اشاعت اور محکمہ زراعت کی جانب سے زرعی ضروریات کی تقسیم کا کام انجام دے گی۔ اس کے علاوہ یہ تاجروں کی تصدیق اور [illegible] اور دالوں جیسی اشیاء کی برآمد اور درآمد کے لئے محکمہ رسد اور کمرشیل کارپوریشن کے [illegible] اجازت ناموں کی تقسیم کا کام بھی انجام دے گی۔ یہ انجمنیں ذخیروں کی تصدیق کرنے والے اشخاص کا [illegible] رکھے گی۔ جو [illegible] اجازت نامے حاصل کرنے سے متعلق غلط اطلاعات دیں گے وہ انجمن سے نکال دیے جائیں گے اور محکمہ رسد و کمرشیل کارپوریشن سے انہیں اجازت نامے حاصل کرنے سے محروم کر دیا جائے گا۔"

گوداموں کے آئندہ انتظامات کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے پریس نوٹ میں حکومت کے اس ارادے کا اظہار کیا گیا ہے کہ وہ عنقریب حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کو ایک بڑی امداد باہمی کی سوسائٹی میں تبدیل کرنا چاہتی ہے مگر اس ارادے کو عمل میں لانے میں عوام کا اشتراک عمل ضروری ہے جیسا کہ [illegible] ظاہر کی گئی ہے کہ —

اگر ملک سے متعلقہ تعلقہ میں انجمنوں [illegible] گوداموں کے تمام [illegible] انتظامات [illegible] حکومت کا یہ ارادہ ہے کہ وہ [illegible]

کر ختم کو ریورٹین کو حیدرآباد کو آپریٹو کارپوریشن میں تبدیل کر دے تاکہ مالک کورس میں بے غرض انجمن ہائے امداد باہمی کی وفاقی تنظیم کو عمل کر دیا جائے۔ اس تنظیم کے ابتدائی ادارے دیہی غلہ کے گودام ہوں گے جو تعلقہ کی انجمنوں سے مربوط ہوں گے اور یہ انجمنیں مالک کورس کے بالائی ادارہ یعنی کارپوریشن سے منسلک ہوں گے۔ اس طرح امداد باہمی کی ایک مخروطی تنظیم قائم ہو جائے گی اور زرعی پیداوار کی خرید فروخت اور زرعی ضروریات کی فراہمی کا کام انتہائی نفع بخش طور پر انجام دے گی۔

حکومت کے پیش نظر بہت مستحسن ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ ملک کے مختلف طبقے اپنے تعاون کی سے ان مراسم کو کامیاب بنانے میں مدد دیں گے۔ البتہ ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ درمیانی نفع اندوز افراد ان تجاویز کی مخالفت کریں گے چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ انہوں نے ابھی سے مخالفانہ پروپگنڈا شروع کر دیا ہے اور وہ ان تجاویز کو ناکام کرنے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے لیکن اس پروپگنڈے کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے تجاویز کو کامیاب کرنے کا تو روبہ عمل لانا متعلقہ عہدہ داروں کی انتظامی صلاحیتوں پر منحصر ہے۔ اس کے علاوہ پبلک کا رکنوں پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ایسی تجاویز کی تائید میں رائے عامہ کو بیدار کریں جو عوام کی فلاح و بہبود سے متعلق ہیں۔ ہمیں یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ بعض پبلک ورکر جن کو عوام کی نمائندگی کا ادعا ہے غذائی مسائل میں عوام کا نام لے کر نفع اندوز طبقہ کی حمایت کرتے رہے ہیں جس سے عوام میں بڑی غلط فہمیاں پھیل گئیں۔ ہم اپنے اس خیال کی تائید میں متعدد مثالیں پیش کر سکتے ہیں مگر بحال صرف اس قدر اشارہ کافی ہے۔ یہاں اس امر کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ امداد باہمی کی تحریک سے ان تجارت پیشہ اصحاب کو کوئی نقصان نہیں پہونچ سکتا جن کا مقصد نفع اندوزی نہیں بلکہ جائز تجارت ہے۔ چنانچہ ناظم تجارت حیدرآباد کے مشاعرے میں اس موضوع پر تقریر کرتے ہوئے آنریبل مسٹر غلام محمد نے اس امر کا یقین دلایا ہے کہ تجارت پیشہ اصحاب کو بھی ان انجمنوں میں شریک کیا جائے گا۔

ہفتہ جنگ

جنگ اپنی آخری منزل پر پہونچ رہی ہے۔ اس جنگ میں حیدرآباد نے جو شاندار حصہ لیا ہے اور جو مالی

امداد دی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ لیکن اس جنگ کو کامیاب اختتام تک پہونچانے کے لئے ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ چنانچہ نواب صدر اعظم بہادر آنریبل ریذیڈنٹ کی سرپرستی میں حیدرآباد ایک ہفتہ جنگ ۲۰ فروری ۱۹۴۴ء سے شروع ہو رہا ہے جس کا مقصد ہے کہ ہمارے ان سپاہیوں ملاحوں اور ہوابازوں کے لئے جو یورپ اور مشرق بعید میں فاسسٹی درندوں کا دلیری سے مقابلہ کر رہے ہیں ایسی آسائش تمام کی جائیں جو انہیں جنگ کی سختیاں برداشت کرنے کے قابل بنا سکیں۔ ہفتہ جنگ کے صدر مسٹر طیب جی نے باشندگان حیدرآباد کے نام ایک اپیل کی جاری ہے اور یہ توقع ظاہر کی ہے کہ اس موقع پر فراخدلی سے عطئے اور چندے دئے جائیں گے۔ اس اپیل میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جنگی ہفتہ کے ضمن میں جو آمدنی ہوگی اس کا دو تہائی حصہ حیدرآباد کے سرمایہ اغراض جنگ کے لئے اور ایک تہائی حصہ ریذیڈنٹ کے اغراض جنگ کے لئے دیا جائے گا۔ حضرت بندگانعالی نے اپنے ایک پیام شاہانہ میں اس ہفتہ جنگ کی ہمدردی کا اظہار فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ "متحدہ اقوام دنیا کو نازیوں کے جارحانہ اقدام اور جاپانیوں کے مظالم سے محفوظ رکھنے کے لئے جنگ کر رہی ہیں اور میں نے برطانوی حکومت سے اپنے دیرینہ تعلقات کے مد نظر اپنی مملکت کے تمام وسائل ان کے تصرف میں دے دئے ہیں۔ چنانچہ میں حیدرآباد وار ریلیف کمیٹی کی اس تحریک کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ جنگ کے ضمن میں انسانی ہمدردی کے تحت جو کام انجام دئے جا رہے ہیں ان کے لئے سرمایہ فراہم کیا جائے۔ میں اس تحریک کی کامیابی کا متمنی ہوں اور مجھے امید ہے کہ باشندگان ملک سے جو اپیل کی جا رہی ہے اس کا جواب وہ فراخدلی کے دیں گے۔"

یہ ایک امر واقعہ ہے کہ حیدرآباد نے اس قسم کی اپیل کا ہمیشہ فراخدلی سے جواب دیا ہے اور یقین ہے کہ ہفتہ جنگ بھی اپنے مقاصد میں پوری طرح کامیاب ہوگا۔ چنانچہ ایک اطلاع سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہفتہ جنگ کا آغاز تو ۲۰ فروری سے ہوگا لیکن عطیوں کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ جو حضرات اپنا عطیہ ادا کرنا چاہیں وہ اعزازی خازن حیدرآباد وار ویک حیدرآباد اسسٹنٹ بنک کے پتہ سے پر روانہ کر سکتے ہیں۔

مجلس قیام امن مملکت آصفیہ

ہز اکسلنسی صدر اعظم بہادر کی افتتاحی تقریر

اورنگ آباد ۔ ۷ فروری ۔ ہز اکسلنسی صدر اعظم حکومت سرکار عالی نے مجلس قیام امن مملکت آصفیہ کی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

نواب ہیبت نواز جنگ بہادر، مسٹر چیئرمین خواتین و حضرات۔

صدر مجلس استقبالیہ نے میرے متعلق جو الفاظ استعمال فرمائے آپ ان کا بے حد مشکور ہوں۔ افتتاحی تقریر کی دعوت کرنے نے اس لئے بخوشی قبول کیا کہ قیام امن عامہ خود ہر حکومت کا فرض اولین ہے لہذا اس ضمن میں پبلک کی جانب سے جو بھی کوششیں کی جائیں وہ حکومت کے واسطے قابل مسرت ہیں۔ گذشتہ کانفرنس کے موقع پر میں نے عرض کیا تھا کہ بدامنی ملک کی تجارتی و معاشی زندگی کے درہم برہم کرنے کا باعث ہوتی ہے اور معاشی البتہ انسان کے لئے زحمت اور مصیبت بن جاتی ہے ملک ہر جنسی ترقی کر ہی نہیں سکتا جب تک سکون و اطمینان عامہ میسر نہ ہو اور اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے ہر حکومت کو عوام کا تعاون چاہئے خود آپ کی انجمن کو جن مختلف جماعتوں اور بااثر افراد کا تعاون حاصل ہوا ہے وہ آپ کی کامیابی کے لئے ایک فال نیک ہے بلکہ میں تو آپ کو جو کامیابی نصیب ہوئی ہے اس کی تہہ میں یہی بات ہے۔ امید ہے کہ وہ تعاون آپ کو ہمیشہ حاصل رہے۔ مختلف کوششیں جو پیش کا میابی کے دل ہیں آسان کر دیتی ہے۔ آپ کی انجمن نے ایک اچھا شعبہ بھی قائم کیا ہے کہ بالعموم جس طرح اپنی کوششوں سے ملک کے سکون اور امن عامہ کو برقرار رکھنے کی کوشش کیا ہے وہ قابل قدر ہے اور مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ گذشتہ سال میں اس جماعت نے پچیس شاخیں بھی قائم کیں۔

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۰)

انجمن ہائے امداد باہمی کے ذریعہ اجناس خوردنی

کی فراہمی اور تقسیم

حکومت سرکار عالی کی پالیسی

۱۔ حکومت سرکار عالی نے اپنی غذائی پالیسی کو مرتب کرنے اور روبہ عمل لانے میں پبلک کی رائے اور اشتراک عمل کو ہمیشہ انتہائی اہمیت دی کیونکہ ہر شخص کی بنیادی اور اہم ترین ضرورتوں کی تکمیل سے اس پالیسی کا بہت قریبی تعلق ہے۔ مواضعات میں مجالس اغذیہ اور تمام تعلقوں، ضلعوں اور صدر مقام پر مشاورتی مجالس اغذیہ اسی غرض سے قائم کی گئی ہیں کہ دیہات سے لے کر شہروں تک آبادی کے ہر ایک حصے کے خیالات سے قریبی ربط قائم ہو جائے۔ گزشتہ سال کے تجربے سے یہ پتہ چلا کہ اگرچہ یہ ادارے غذائی پالیسی کے عام اصول مرتب کرنے میں کارآمد ثابت ہوئے ہیں لیکن حالات کا تقاضہ یہ ہے کہ اس پالیسی کو دیانت کے ساتھ موثر طور پر نافذ کرنے کے لئے مزید ذرائع کی ضرورت ہے۔ ممالک محروسہ کے بعض حصوں میں عہدہ داران مال کو مقامی مسائل اغذیہ کو حل کرنے کے لئے امداد باہمی کے اصولوں کے آزمائشی نفاذ میں جو کامیابی ہوئی ہے اس سے یہ ظاہر ہوگیا کہ موجودہ نظام کی خامیوں کو کیونکر دور کیا جا سکتا ہے اور اس مسئلہ سے متعلق مختلف امور کی مناسب نگرانی کس طریقہ پر کی جا سکتی ہے۔

۲۔ مشاورتی مجلس اغذیہ نے کچھ عرصہ قبل یہ مسئلہ پیش کیا تھا اور اس بات پر زور دیا تھا کہ حکومت اجناس خوردنی کی وصولی اور تقسیم کے انتظامات کے ذریعہ پیداکنندوں، صارفین اور تاجروں کے نمائندوں کو امداد باہمی کی اساس پر ملا کر کام مربوط کرنے کی صورتیں جلد از جلد اختیار کرے۔ اس کے علاوہ باخبر پبلک کے اس مسئلہ پر متوجہ ہونے کا مزید ثبوت اس طرح ملا کہ مقامی اخبارات نے اس تجویز سے دلچسپی لی اور حکومت سے اس پر غور کرنے کی سفارش کی۔ چنانچہ حکومت نے ان علاقوں کے تجربات کو پیش نظر رکھ کر جہاں غذائی انتظامات امداد باہمی کے اصول پر کئے گئے تھے اس مسئلہ کی جانچ پڑتال کی اور اب وہ اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ امداد باہمی کے اصول پر مبنی غذائی انتظام میں نہ صرف یہ خوبی ہے کہ وہ ان تمام بے قاعدگیوں سے مبرا ہے جو انفرادی عہدہ داروں پر مبنی موجودہ انتظام میں ہونا لازمی ہے بلکہ پیداکنندوں اور صارفوں کے لئے تعلیمی اہمیت بھی رکھتا ہے اور انہیں ایک ایسے کاروباری نظم کے ذریعہ ایک دوسرے سے قریب تر کر دیتا ہے جو دونوں کے لئے فائدہ بخش ہے۔

۳۔ فی الحال تمام اضلاع کے صدر مقامات میں امداد باہمی کی تعلقہ داری انجمنیں قائم کرکے اس کام کا آغاز کیا جا رہا ہے اور انجمنوں کے مناسب انتظامات اور نگرانی کے لئے جب حالات موافق ہو جائیں گے تو دوسرے تعلقوں میں بھی اس قسم کے ادارے جلد از جلد قائم کر دئے جائیں گے۔ امداد باہمی کی تمام انجمنیں اور تعلقہ میں بسنے والے ایسے افراد جو روپیہ [illegible] والا کم از کم ایک حصہ خرید لیں انجمن کے رکن ہو سکیں گے۔ ان انجمنوں کا انتظام تعلقوں کے صدر مقاموں کی مجالس کے تفویض ہوگا جو ۲۵ تا ۳۰ مواضعات کے مجموعوں میں تمام شاخوں میں کام کرنے والی ذیلی مجالس کی نمائندہ ہوں گی۔ تحصیلدار بلحاظ عہدہ متعلقہ انجمنوں کے صدر ہوں گے۔

۴۔ ابتدائی دور میں تعلقہ کی انجمن نشر و اشاعت و محکمہ زراعت کی جانب سے زرعی ضروریات کی تقسیم کا کام انجام دے گی۔ اس کے علاوہ یہ ذخائر کی تصدیق کا کام ہوگا جیسے تیل، پنوٹہ، گڑ، دالیں اور دالوں جیسی اشیاء کی برآمد اور درآمد کے لئے محکمہ رسد اور حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن سے ملنے والے اجازت ناموں کی تنقیح کا کام بھی انجام دے گی۔ یہ انجمن ذخیروں کی تصدیق کرنے والے اشخاص ملازم رکھے گی جنہیں محکمہ جات مال اور امداد باہمی مقامی تجربہ کار اشخاص میں سے منتخب کریں گے اور جن کو اس کام کے لئے اجرت دی جائے گی۔ جو اراکین اجازت نامے حاصل کرنے کے لئے ذخائر سے متعلق غلط اطلاعات دیں گے وہ انجمن سے خارج کر دئے جائیں گے اور محکمہ رسد اور حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کی جانب سے انہیں اجازت نامے حاصل کرنے سے محروم کر دیا جائے گا۔

۵۔ کسی ایسی انجمن کے لئے جس کے پاس کافی سرمایہ جمع ہو یہ موزوں ہوگا کہ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کی جانب سے اپنے حلقہ میں غلہ خریدے اور ذخیرہ کرے اور اگر ضرورت ہو تو اس کو دیہی اور شہری علاقوں میں تقسیم کرے۔ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن انجمن کے کاروبار کو ترقی دینے میں ہر ممکن امداد دے گی۔ چنانچہ انجمنوں کو اس کی اجازت ہوگی کہ وہ خریداری کا اجازہ حاصل کرنے والے احکام کے تحت دھان خریدیں اور اس کو چاول کی شکل میں حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کے ہاتھ فروخت کریں۔ یہ ایک ایسی رعایت ہے جو حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کے انفرادی کارندوں کو حاصل نہیں۔ تلنگانہ اور مجوزہ پیداوار کی قلت والے اضلاع میں تعلقوں کی انجمنوں کو یہ اختیار ہوگا کہ اگر ان کے پاس کافی سرمایہ ہو تو وہ دھان کے علاوہ مشترکہ ادائی حصہ پیداوار کے احکام کے تحت دوسرے اجناس خوردنی بھی خرید لیں اور مقامی ضروریات کے لئے ذخیرہ کریں۔

۹۔ جب کوئی انجمن کافی ترقی کرے گی تو تعلقہ کے مقامی اداروں کا انتظام بھی اس کے تفویض کر دیا جائے گا تاکہ وہ مشترکہ ادائی حصہ پیداوار کے احکام کے تحت جمع ہونے والے اجناس وصول اور ذخیرہ کرے۔ اس صورت میں محکمہ رسد اور محکمہ امداد باہمی انجمن سے اس اہم کام اور حسابات کی جانچ کے لئے ضروری انتظام کریں گے۔ چنانچہ تعلقہ کی انجمن رفتہ رفتہ ترقی کرے گی اور بحیثیت مجموعی تعلقہ میں مختلف نوعیتوں کے کام کرنے والا ادارہ بن جائے گی اور پیداکنندہ، صارفین اور فروخت کنندہ تینوں کے مفاد کی نمائندہ ہوگی۔

۱۰۔ تعلقہ داری انجمنوں کے قیام و ترقی کے ساتھ ہی محکمہ جات مال و امداد باہمی کو مواضعات میں امداد باہمی کے اصول پر غلہ کے گودام قائم کرنے کی بھی ہدایت دی گئی ہے۔ یہ گودام ترقی کرکے بالآخر تنظیم دیہی کی شکل اختیار کریں گے۔ پیداوار کی قلت والے علاقوں کے سوا جہاں قحط اور مصائب سے تمام مواضعات کو محفوظ رکھنے کے لئے کچھ جبری تدابیر اختیار کرنا لازمی ہے غلہ کے گودام عموماً اختیاری اصول پر قائم کئے جائیں گے۔ یہ گودام جو غلہ وصول کریں گے وہ اراکین کو قرض دیا جائے گا اور اس سے جو منافع ہوگا وہ مصارف انتظام منہا کرنے کے بعد اراکین میں تقسیم ہوگا۔ حصص پر منافع دیا جائے گا اور قرضے پر [illegible] ہوگا۔

جب کسی موضع میں ادائی پیداوار کے حکم کے تحت لیوی ادا کرنے والے کاشتکاروں کی اکثریت اس پر متفق ہو جائے گی کہ لیوی کے طور پر ادا کئے جانے والے ہر ایک من غلہ پر کم از کم پانچ سیر غلہ گودام قائم کرنے کے لئے بھی جمع کریں تو موضع کی مجلس اغذیہ مسدود کر دی جائے گی۔ اور لیوی کا غلہ گودام کو منتقل کر دیا جائے گا۔ جو خود دیہی [illegible] انتظامی مجلس کے تحت کام کرے گا۔ ان گوداموں کی [illegible] محکمہ زراعت [illegible] زرعی آلات تقسیم کرنے کے لئے ایک مرکز کا کام دے گا۔ جو تعلقہ کی انجمن زرعیات سے منسلک ہوگا۔ جہاں ممکن ہوگا حکومت گودام تعمیر کرنے کے لئے رعایتی شرح پر سرمایہ بھی فراہم کرے گی۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے حکومت ایک ٹرسٹ فنڈ قائم کرنے کا جائزہ لے سکتی ہے

بقیہ سلسلہ صفحہ (۹)

نمائندہ "نیوز کرانیکل" کی مسٹر جناح سے ملاقات

لیگ کے مطالبہ کی وضاحت

نیوز کرانیکل لندن کے نمائندہ سے ایک ملاقات میں مسٹر جناح نے کہا ۔ انگلستان میں ایک بڑا گروہ ایسے لوگوں کا ہے جنہوں نے ہندوستان کے مسئلہ کو ابھی تک نہیں سمجھا۔ بدقسمتی سے انگلستان بلکہ امریکہ کو بھی گمراہ کرنے کی ذمہ داری کانگریس کے پروپیگنڈا پر عائد ہوتی ہے جو بہت ہی باضابطہ ہے اور جس کو بھاری مالی امداد حاصل ہے۔

پہلا اور سب سے زیادہ اہم سوال جس کو بہت کم لوگ اب تک سمجھ سکے ہیں یہ ہے کہ ہندو مسلمان بلحاظ ذات پات کا اس قدر تضاد ہے کہ ہندو مذہب اس کے بنیادی اور اساسی اصول اور بیشتر ترکیبی کے بالکل خلاف اور متضاد ہے ہر اہم پہلو ہو کی زندگی ان کے کردار و خیر لیکن ہندوؤں اور مسٹر گاندھی اور کانگریس لیڈر ان کا ذات پات کے نظام پر مستحکم عقیدہ ہے اور یہ نظام صرف چار ذاتوں پر مشتمل ہے بلکہ شدہ آٹھ ذاتیں بھی ہیں۔ چار اہم ذاتوں میں پیچھے کر وڑ انسانوں کو شودر یا اچھوت سمجھا جاتا ہے ۔ بقیہ ہندو جن ذاتوں سے تعلق رکھتے ہیں وہ ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہیں اور برہمن اور بنئے کو اتحاد ہندو سامراجیت کی بنیادی صورت ہے ۔ یہ لوگ برطانوی راج کی جگہ ہندو راج اور ہندو سامراجیت قائم کرنا چاہتے ہیں۔

بیرونی ملکوں کے بہت کم لوگ اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ دس کروڑ مسلمان ہندو کانگریس کے مطالبہ کو کیوں قبول نہیں کر سکتے جس کے یہ معنی ہوں گے کہ برطانوی راج اور برطانوی سامراجیت سے نکل کر ہندو راج اور ہندو سامراجیت کے تحت آ جائیں ۔ اگر ملک پر پارلیمانی جمہوریت کا دستور نافذ کر دیا گیا تو وہ ہر اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کی اکثریت ہوگی ۔ اگر آئینی کوشش کو بہ سبب ہوگی تو دس کروڑ مسلمان ہندوستان کی ... حکومت برطانیہ کی جانب سے ... ایک بڑی ... ہوگی ۔ اس نے ... اعلانات اور وعدے کئے ہیں کہ مسلمانوں کو کسی طرح مجبور نہیں کیا جائے گا اور حکومت برطانیہ کی جانب سے کوئی دستور جبراً ان کے سر تھوپا جائے گا۔

کرپس نے پیش کش میں کہ یہ اصول تسلیم کر لیا ہے کہ اکثریت والے مسلم صوبوں کو جیسے سندھ، بلوچستان، صوبہ سرحد، پنجاب، بنگال اور آسام حق ہوگا کہ آیا وہ یونین کے دستور سے اتفاق یا انکار کریں جو ہندو اکثریت مرتب کرے گی لیکن کرپس کی دستاویز میں طریقہ کار ووٹوں میں ... ہندوستان کے بہت نزدیک ہے گویا کہ ایک ایسی کل ہند دستور ساز جماعت میں شرکت پر مجبور کیا جا رہا ہے جو یونین کا دستور مرتب کرنے کے لئے تشکیل دی جائے گی۔

یونین کا دستور بنانے والی جماعت موجودہ صوبوں کی اساس پر قائم ہوگی جس کے دس فی صد ارکان پر مشتمل ہوگی جہاں فرقہ وارانہ فیصلہ ثالثی کے مطابق ... پنجاب اور بنگال ہیں جو پاکستان کی اہم وحدتیں ہیں ۔ مسلمان تقسیم کے دوران ... اقلیت میں رہیں گے آبادی کے لحاظ سے ان کی اکثریت ہے ۔ ایسی دستور ساز جماعت میں ہم بالکل ختم ہو جائیں گے کیونکہ مسلمانوں کے نمائندوں کی تعداد تقریباً پچیس فیصد ہوگی ۔ اور اگر ہندوستانی ریاستیں بھی اپنے نمائندے روانہ کریں جن میں سے اکثریت ہندو ہیں تو ہمارا تناسب ... فیصدی سے بھی گھٹ جائے گا ۔ یہ سوال کہ آیا مسلمانوں کو ہندوؤں کی اکثریت والے صوبوں سے علیحدہ رہنا چاہئے یا نہیں مسلمانوں کی مرضی اور ارادہ پر منحصر ہونا چاہئے کیونکہ یہ مطالبہ ان کی جانب سے پیش ہو رہا ہے کیونکہ وہ ہر تعریف و تعبیر کے اعتبار سے ایک علیحدہ اور جداگانہ قوم ہیں جو ہندوستان کے ذیلی براعظم پر بستی ہے ۔ یہ سوال بہت آسان ہے ۔ جداگانہ مسلمان ہمیشہ کے لئے کسی ہندو تسلط کے تحت رہنے کی خواہش نہیں رکھتے ۔ وہ برطانیہ نے مختلف بار اعلانات کئے ہیں کہ وہ آئندہ انتقال اختیارات کے بعد اپنا ہندوستان چاہتا ہے کہ اس ملک پر برطانیہ کا تسلط ختم ہو جائے گا اور اسے کامل آزادی مل جائے گی ۔ اگر ایسا ہے تو مسلمان آقاؤں کی تبدیلی پر راضی نہیں ہو سکتے یعنی برطانیہ کے تسلط سے نکل کر ہندو سامراجیت کے تحت نہیں آ سکتے کیونکہ یہ بات موت کی طرح یقینی ہے کہ ہمارا اتنا ہی سب کچھ دوست کے مقابلہ میں ایک دوست کو ہوگا ۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ ایک معاشرہ جو ... اور متمایز حیثیت رکھتا ہے ۔ ایک جماعتی اکثریت کے ساتھ ایک ایسے معاشرہ پر حکومت کرے گا جس کی تاریخ ، تہذیب اور زندگی کی ہر اہم چیز ہندوؤں سے بالکل مختلف اور جداگانہ ہے۔

اس کا صرف ایک ہی حل ہے اور وہ یہ ہے کہ ہندو اپنی اقلیتوں کی مدد کیلئے پاکستانی حکومت پر اعتماد کریں اور ہم اپنی اقلیتوں کی مدد کیلئے ہندوستان پر اعتماد کریں اور وہ متحدہ ذات کے سبب جائیں جو کسی مہذب حکومت سے لیا جا سکتا ہے ۔ ایسی صورت میں پاکستان اور ہندوستان میں متحدہ گورنمنٹیں قائم ہوں گی۔

کلکتہ میں وائسرائے کے حالیہ اعلان پر مجھے حیرت ہوئی ۔ جب وائسرائے نے جب اس پر مشورہ دیا کہ پاکستان اور ہندوستان کی تقسیم کے حل پر اس سے ہم اعتراض کریں تو انہوں نے اپنی ذمہ داری سے بچنے کی حالت کو ... کر ۔ مجھے حیرت ہے کہ کس کے مشورہ یا اجازت سے وہ اس طرح اشتعال انگیز خیالات پیدا کر رہے ہیں ۔ مجھے یہ محسوس ہوا کہ وہ صرف ہندوؤں کو مطالبات دے رہے ہیں اور اس طرح غیر ضروری طور پر مسلمانوں میں مخالفانہ جذبات پیدا کر رہے ہیں ۔ کیسے علاوہ وائسرائے فیروز خان نون ... اعلانات حکومت برطانیہ کی حکمت عملی کے منافی ہیں کیونکہ حکومت برطانیہ نے اس غیر مبہم مطالبہ کے جواب میں کہ ۹۹ فی صد مسلمانوں کی بنیادی تقسیم کے اصول کو اور دو یا دو سے زیادہ یونین کے قیام کو تسلیم کر لیا ہے۔

اس ایسے میں نکولس کی کتاب "ورڈکٹ آن انڈیا" کا مطالعہ کیا ہے ۔ جب وہ پہلی بار مجھ سے ملنے آئے تھے تو وہ غالب ہندو کانگریس کی تائید میں تھے کیونکہ اس وقت تک وہ ... پروپیگنڈا کی وجہ سے جو کانگریس امریکہ اور انگلستان میں کر رہی تھی وہ مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے بالکل ناواقف تھے ۔ لیکن جب وہ ہندوستان کے مختلف حصوں کا سفر کر چکے اور کافی لوگوں سے ملے اور حقیقی مسائل سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے بعد دوبارہ مجھ سے ملنے آئے تو ان کے ابتدائی خیالات میں بہت تنزل پیدا ہو گیا تھا ۔ اور جب وہ تیسری بار میرے پاس آئے تو انہیں یقین ہو گیا تھا کہ پاکستان اور ہندوستان کی بنا پر تقسیم ہی ایک راہ حل ہے۔

گرشتہ ہفتہ مسٹر بیورلی نکولس کی جرأت اور بے باکی سے اظہار خیال کیا ہے ۔ اور جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے وہ بڑی حد تک صحیح ہے لیکن کبھی بات ہے کہ کوئی بھی ... ان کا فیصلہ قطعی صحیح ہے یا نہ ہو ۔ لیکن اس جماعت کو بلا تصفیہ ... کا جس کو اس طرح ... کیا گیا ہے اس کو بیہودہ اور غیر معتبر قرار دینے کی ہر طرح کوشش کی جا رہی ہے جو ایک بے باک صحیفہ نگار کی جانب سے دی گئی ہے اور جو بڑی حد تک صحیح ہے۔

ہم ایک ایسی منزل پر ہو گئے ہیں کہ اب وقت کو ہندوستان کے صحیح حالات اور حقیقی مسائل کو مرکز مسلم لوگوں کے سامنے صاف صاف الفاظ میں پیش کیا جائے تاکہ ... جو ... بڑی غلطی ہوگی ... کے حقیقت ... ہو سکتی ... اس کے باوجود کے ... انتخاب کرکے مسٹر نکولس نے بڑی جرأت سے کام لیا ہے جو ہندو کانگریس کی جانب سے کیا جا رہا ہے جس کو بھاری مالی امداد اور ہندو سرمایہ داروں اور کارخانہ داروں کی سرپرستی حاصل ہے اور مسٹر گاندھی نے یہ تسلیم کیا ہے کہ ان کی سب سے زیادہ حمایت اور مالی امداد کرنے والے ہندو سرمایہ دار ہیں۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

ہمارے ملک کے امیر اور زیادہ امیر ہوتے جا رہے ہیں اور اس کے ساتھ ان کی بے حسی بڑھ رہی ہے۔ مفلس اور زیادہ مفلس ہوتے جا رہے ہیں اور اس کے ساتھ انسانیت کی سطح سے گر رہے ہیں۔ اگر ملک کے لیڈروں نے مل کر تباہی کے اس دھارے کا رخ نہ بدلا تو ۱۹۵۳ء کا حال ۱۹۵۲ء کے حال سے بھی زیادہ بدتر ہوگا۔ عوام کے مصائب بڑھتے جا رہے ہیں لیکن ہمارے محترم رہنماؤں کے باہمی اختلافات کسی طرح ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتے۔ ایک طرف عوام کی مشکلات بڑھ رہی ہیں اور دوسری طرف قومی نااتفاقی۔ (پی۔ سی۔ جوشی)

امریکہ میں ایک ڈنر کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے مسز وجے لکشمی پنڈت نے فرمایا کہ ہندوستان میں مذہبی اختلافات بالکل نہیں ہیں۔ (ایک خبر)

اگر مسز پنڈت کا اس سے یہ مطلب ہے کہ ہندوستان بھر میں صرف ایک ہی مذہب رائج ہے تو اکبر الہ آبادی کے الفاظ میں ہم صرف اس قدر کہہ سکتے ہیں۔

ع۔ اونٹ گنگا میں بہہ گیا افسوس!

ایک اخبار کی ایک خاتون نامہ نگار کا بیان ہے کہ:۔

ہر طرف شوہروں کی قلت پیدا ہو گئی ہے۔ خود امریکہ میں جہاں شوہروں کی افراط تھی ہر سات لڑکیوں میں سے ایک لڑکی کو کنواری رہنے پر مجبور ہونا پڑے گا۔

'ٹائمز آف انڈیا' تحریر کرتا ہے کہ نئی روشنی کی لڑکیوں کے لئے یہ امر باعث تسلی ہونا چاہئے کہ دنیا کے نظام میں چار بنیادی آزادیوں کے ساتھ شوہروں سے آزادی کا بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

مہاسبھا ہندوستان میں جمہوری حکومت قائم کرنا چاہتی ہے۔ (ڈاکٹر مونجے)

ڈاکٹر مونجے کی اس جمہوری حکومت کو تجویز کرتے ہوئے ہمارے ایک دوست یہ شعر گنگنانے لگے ۔

خوش ہو گیا بت کی اداؤں میں کونسل میں
برہمن اٹھے جو اپنی بجا۔ٹی لے کر

ایران۔ دولت ہند کا ایک نمائندہ وفد عنقریب انگلستان روانہ ہو رہا ہے جو مسٹر مقبول محمود اور مسٹر کے ایم پانیکر پر مشتمل ہے۔ والیان ریاست اور نمائندہ تاج میں پیدا شدہ اختلافات کے متعلق یہ وفد لندن میں سلسلہ جنبانی کرے گا۔ (ایک معاصر)

سنا جا رہا ہے کہ ریاست جے پور کی نمائندگی قائل مدیر "پیام" کریں گے۔ درویش برگردن راوی۔

بیسن کے سابق کانگریسی وزیر مسٹر راماناتھن نے ایک تقریر میں فرمایا کہ:۔

"گذشتہ ۲۵ سال کے دوران میں کانگریس کو شکست پر شکست ہوتی رہی اور وہ مسلسل طور پر ناکام رہی۔ اس طویل مدت میں موجودہ قیادت کے تحت کانگریس طوطے کی طرح سیتا رام اور تعمیری پروگرام ہی کی رٹ لگاتی رہی۔ اس کا نتیجہ اندھی پرستش اور ایک غلامانہ ذہنیت کی صورت میں ظاہر ہوا جس نے بیرونی حکومت اور اقتدار کے استقرار میں مدد دی۔"

ضرورت ہے کہ کانگریس کو ایسے شکست خوردہ اور ناپسندیدہ عناصر سے پاک کیا جائے جو افشائے راز پر تلے ہوئے ہیں۔ حالانکہ ابھی ہر راز دوست کو معلوم ہو گا۔

ونڈی، قوم سیاسی حیثیت سے نہایت باشعور واقع ہوئی ہے۔ (نیشنل)

اب سمجھ سیاسی حیثیت سے ہندوستان کو ہم ایک قوم سمجھتے ہیں تجھے یہ نئی نئی قومیں کہاں سے پیدا ہو رہی ہیں؟

ملک سکیات کی ایجنسیوں کا مقصد مچھلیوں کی فراہمی ہے۔ مالک محروسہ میں اس طرح مچھلی فراہم کی جائے گی کہ غریب طبقہ کمک بھی آسانی سے خرید سکے گا۔ (ڈاکٹر رمنی پرشاد)

ملک سکیات کی پرورش کردہ مچھلیاں فی الحال صرف نمائش گاہوں میں نظر آ جاتی ہیں اور غریبوں کے لئے آسانی اسی میں ہے کہ وہ مچھلیوں کا خود شکار کریں۔

امریکہ کی بیرونی تعلقات کی کمیٹی کے رکن البرٹ تھامس فرماتے ہیں کہ:۔

"ایشیا اور یورپ کے مسائل کو حل کرنے کے لئے امریکہ کے نصب العین کو منطبق کرنا چاہئے۔"

معلوم نہیں امریکہ کا تازہ ترین نصب العین کیا ہے۔ اس کا پرانا نصب العین تو شہر اوقیانوس کا جیو بحر اوقیانوس میں غرق ہو گیا۔

یہ کہنا حقیقت پر مبنی نہیں کہ مذہبی فسادات غلط ہے۔ غلطی دراصل مذہبی ضوابط کے مفسرین کی ہے۔ ہمارے موجودہ معاشرے میں کسی شخص کو دھوکہ دینا جرم ہے لیکن کسی قوم کو دھوکہ دینا جرم نہیں۔ دو بھائیوں کو آپس میں لڑانا بد اخلاقی ہے لیکن دو قوموں کو لڑانا تدبر ہے جو اس دنیا میں گناہ ہے اور اس دنیا میں باعث جنت دیگر اور یہ سب کچھ اس ریفارمیشن کا نتیجہ ہے جس کے متعلق اقبال مرحوم نے کہا تھا ۔

سیاسیات سے مذہب نے پیچھا چھڑایا
چلی کچھ نہ پیر کلیسا کی پیری

کتابوں کی قیمتوں پر نگرانی کے قیام سے متعلق بعض حلقوں میں بہت ہنگامہ برپا ہو رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ اگر یہ نگرانی اس اندیشہ کی بنا پر قائم کی جا رہی ہے کہ کتابوں کا چور بازار قائم ہو جائے گا تو یہ اندیشہ غلط ہے کیونکہ لوگوں کے علمی ذوق نے ابھی اتنی شدت نہیں پیدا ہوئی کہ چور بازار سے کتابیں خرید کر پڑھیں۔

مشاورتی مجلس اڈیسہ میں کہا گیا تھا کہ ایک ایسی تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی جائے کہ جس میں غیر سرکاری نمائندوں کی تعداد سرکاری عہدہ داروں سے زیادہ ہو گی اور جو مالک محروسہ کے تمام اضلاع کا دورہ کر کے حالات کا مطالعہ کرے اور رشوت ستانی اور بدعنوانی کے متعلق رپورٹ پیش کرے۔ ...... پتہ نہیں چلا کہ اس کمیٹی نے اگر کچھ کام کیا ہے تو کیا کام کیا۔ (پیام)

فاضل مدیر "پیام" کے کمال عارفانہ کی ہم داد دیتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس کمیٹی کے رکن مدیر موصوف ہیں جو اختلاف کا سلسلہ شروع کر رہے ہیں البتہ ہم یہ جانتے ہیں کہ اگر اس کمیٹی میں مدیر موصوف کے بجائے مدیر پیام ہوتے تو تنی دیر نہ ہوتی کیونکہ پہلے رپورٹ پیش کر دی جاتی اور بعد میں اضلاع کا دورہ کیا جاتا۔

ویول ڈیسائی ملاقات کی اصل حقیقت

مسٹر محمد علی جناح اور نواب زادہ لیاقت علی خاں نے اپنے حالیہ بیانات میں کہا ہے کہ لیگ نے کانگریس کے ساتھ کسی سمجھوتے پر دستخط نہیں کئے ہیں لیکن لوگوں کو مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی اور لیاقت علی خان کی بات چیت کا علم ہے انہیں ان بیانات پر کوئی تعجب نہیں ہوا۔

اس بات چیت کا موضوع بڑا محدود تھا۔ ان دونوں لیڈروں میں جو کچھ طے ہوا تھا وہ صرف اتنا کہ اگر مسٹر بھولا بھائی ویول سے مفاہمت کرنے میں کامیاب ہو گئے تو لیگ بھی حسب ذیل شرائط پر وائسرائے کی ایگزیکیٹو کونسل میں شامل ہو جائے گی۔

(۱) لیگ کو کانگریس کے برابر درجہ دیا جائے یعنی چالیس فیصدی لیگ کے نمائندے، چالیس فیصدی کانگریس کے نمائندے، اور دوسری جماعتیں ۲۰ فیصدی۔

(۲) اس طرح جو کونسل بنے گی وہ کسی ایسے امر کی ذمہ داری نہیں لے گی جسے مرکزی اسمبلی کے منتخب ممبروں کی اکثریت کی حمایت حاصل نہ ہو۔

(۳) یہ کونسل موجودہ دستور اساسی کے ماتحت کام کرے گی، لیکن اس سے لیگ کے مطالبہ پاکستان پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

خیال یہ کیا جاتا ہے کہ دوران گفتگو میں وائسرائے کے مخصوص اختیارات (ویٹو) کا سوال نہیں اٹھا۔

یہ ہے اس کانگریس لیگ سمجھوتے کی حقیقت جس کو بعض حلقوں میں ضرورت سے زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے۔ اس کو بھولنا نہ چاہئے کہ سمجھوتہ صرف ایگزیکیٹو کونسل کی نشستوں کی تقسیم پر ہوا ہے۔ بشرطیکہ وائسرائے اس پر تیار ہو جائے۔ ملک کے دوسرے مسائل پر کانگریس اور لیگ کا جو رویہ اس وقت ہے اس پر اس سمجھوتے سے کوئی اثر نہیں پڑتا اور یہ دونوں جماعتیں اگر چاہیں تو آئندہ ان مسائل پر جھگڑ سکتی ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ لیگ تو ہمیشہ سے اس پر تیار ہے کہ اگر اسے کانگریس کے برابر درجہ دیا جائے اور ایگزیکیٹو کونسل موجودہ دستور اساسی کے ماتحت اور وائسرائے کے مخصوص اختیارات کے ساتھ کام کرے تو لیگ اس میں شریک ہو جائے گی۔ لیگ کو یقین ہے کہ ان شرائط سے مطالبہ پاکستان پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

اس معاملہ پر گاندھی جی اور مسٹر جناح کا کیا رویہ ہے؟ اس پر اخبار "ایسٹرن اکانومسٹ" کے نامہ نگار دلی کا روزنامچہ کچھ روشنی ڈال سکتا ہے جو ۱۹ر جنوری کی اشاعت میں وہ لکھتا ہے کہ:

"مسٹر جناح ممکن ہے کہ خود عارضی حکومت میں شامل نہ ہوں اور پاکستان کے مسئلہ کو اپنی ذات سے مخصوص کر لیں۔ اپنے نائبوں کو ممکن ہے وہ عارضی حکومت میں شامل ہونے کی اجازت دے دیں۔ بشرطیکہ لیگ کو کانگریس کے برابر نمائندگی حاصل ہو۔ اسی طرح گاندھی جی کا خیال ہے کہ سوراج کا جواز صرف عوامی پیمانہ پر تعمیری پروگرام کے ذریعہ ہی سے پیدا ہو سکتا ہے لیکن انہوں نے اس بات کو مخفی نہیں رکھا ہے کہ وہ اس بات پر تیار ہیں کہ پارلیمانی ذہنیت کے کانگریسی جو طریقہ کار اختیار کرنا چاہتے ہیں اس کا انہیں اختیار دے دیا جائے۔

بھولا بھائی کے سامنے لیگ نے یہ رویہ اختیار کیا کہ: "ویول سے بات چیت آپ کیجئے اگر وہ نئی ایگزیکیٹو کونسل بنانے کے لئے تیار ہو گئے اور آپ نے ہمیں برابر نشستیں دیں تو ہم شامل ہو جائیں گے۔"

گاندھی جی نے مسٹر بھولا بھائی کے سامنے یہ رویہ اختیار کیا کہ: "اگر ویول تیار ہو جائیں اور نئی ایگزیکیٹو کونسل میں نشستوں کے مسئلہ پر لیگ سے سمجھوتہ ہو جائے تو آپ آگے بڑھئے۔ اور اگر آپ کامیاب ہو گئے تو میں آپ کی حمایت کروں گا۔"

اس کے علاوہ کانگریس کے اندر یا کانگریس اور لیگ کے مسئلہ کے متعلق گاندھی جی نے کوئی تبدیلی نہیں کی ہے۔

وائسرائے سے دوسری ملاقات پر معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر بھولا بھائی نے گاندھی جی اور نواب زادہ سے اپنی مفاہمت کا سب ماجرا بیان کر دیا۔ اطلاع ہے کہ ویول نے یہ باتیں غور سے سنیں اور وعدہ کیا کہ وہ وہائٹ ہال (حکومت برطانیہ) کی رائے معلوم کریں گے۔ غالباً وائسرائے نے یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ چونکہ ایگزیکیٹو کونسل کے موجودہ ممبروں نے بڑے مشکل دنوں میں حکومت کی مدد کی ہے انہیں ایک دم سے چلتا کر دینا مناسب نہ ہوگا۔ اس کے معنے یہ ہوئے کہ اب سارا دارومدار وہائٹ ہال کی مرضی پر ہے!

کانگریس پارلیمانی حلقے کے وہ لوگ بھی جو وائسرائے سے بڑی بڑی امید لگائے بیٹھے ہیں یہ امید نہیں رکھتے کہ جون سے پہلے کوئی نتیجہ نکلے گا۔ یعنی اگر کوئی تصفیہ ہوا تو وہ اسمبلی میں بجٹ پاس ہو جانے کے بعد ہی ہوگا۔ اخبار "ایسٹرن اکانومسٹ" کا روزنامچہ نگار لکھتا ہے کہ "چونکہ یہ بتانا بہت مشکل ہے کہ مسٹر ڈیسائی کی پیش کش کے بارے میں وہائٹ ہال کا رویہ کیا ہوگا لہذا پبلک انتظار کرنے کے سوا اور کیا کر سکتی ہے! بقول غالب

اگر شراب نہیں انتظار ساغر کھینچ

لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی نہیں ہے بلکہ اپنے منصوبوں میں لگی ہے اس نے سر موڈی ہوم ممبر کو ہندوستان کے مختلف صوبوں کا دورہ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ اس دورے کا مقصد یہ ہے کہ مختلف کانگریسی حلقوں کا مزاج اور دل معلوم کیا جائے اور ان کے آپس کے اختلافات کی کھوج لگائی جائے اور پتہ چلایا جائے کہ یہ اختلافات کتنے شدید ہیں۔ چنانچہ بڑے اخبار کا نامہ نگار جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں، کلکتہ سے کوئی دن پہلے یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ سر موڈی صوبوں کا دورہ اس غرض سے کر رہے ہیں کہ ملک کے مختلف سیاسی رجحانات کا بذات خود مطالعہ کریں، مخصوص کانگریسی حلقوں کی موجودہ رائے معلوم کریں۔

وائسرائے کے اینگلو انڈین مشیران کار کسی اور ہی دھن میں ہیں۔ مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی اور نواب زادہ لیاقت علی خاں کے درمیان جو محدود مفاہمت ہوئی ہے اس سے یہ حضرات کی تیزی میں ایجاد کر رہے ہیں کہ اگر اس محدود مفاہمت کی بنا پر بھی کوئی عارضی حکومت بن گئی تو اس سے کانگریسی تحریک کمزور ہو جائے گی اور کانگریس اور لیگ کے متحدہ محاذ سے عوام میں ایک جوش پیدا ہوگا۔ ایک نئی طاقت آئے گی۔ نئی دلی والے ان امکانات کے خلاف دو باتوں پر خوب زور دے رہے ہیں اور جس کو اچھال رہے ہیں۔

اول یہ کہ مسٹر ڈیسائی اور نواب زادہ لیاقت علی خاں کے درمیان جو سمجھوتہ ہوا ہے وہ صرف وائسرائے کی کونسل میں نشستوں کی تقسیم تک محدود ہے۔ دوسرے تمام مسائل کی حد تک دونوں ایک دوسرے سے الگ ہیں اور باہمی اختلافات اور شکوک و شبہات اپنی جگہ پر موجود ہیں۔

دوسرے یہ کہ خود کانگریس کے اندر عہدے قبول کرنے کے سوال پر شدید اختلافات پائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ زور دے کر کہتے ہیں کہ کانگریس کے پارلیمانی حلقے سیاسی جمود توڑنے کی بڑی کوشش کر رہے ہیں لیکن انھوں نے پوری کانگریس کو بیدار کرنے اسے اپنا ہم خیال بنانے اور اس کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی ہے۔

نئی دلی والے یہ کوشش کریں گے کہ ویول اس گفت و شنید کے جھنجھٹ میں نہ پڑیں۔ چند روز ہوا کہ ایگزیکیٹو کونسل کے بعض ممبروں کی پشت پر کیا اچھا شور مچا رہے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہ بھولا بھائی ڈیسائی کی پیش کش کو نامنظور کر دیں۔

بدقسمتی سے کانگریس اور لیگ کے رہنما گفت و شنید اپنے اپنے اداروں کی طاقت و حمایت کے ساتھ عمل میں نہیں کر رہے ہیں۔ دونوں اداروں میں اس مسئلہ پر کافی الجھنیں پائی جاتی ہیں۔ کانگریس اور لیگ متحدہ طور پر کوئی ایسا قدم نہیں اٹھا رہی ہیں جس سے مجبور ہو کر سامراج اختیارات کسی عارضی قومی حکومت کے ہاتھ میں دے۔ ہر چیز وہائٹ ہال کی مرضی پر چھوڑ دی گئی ہے جو سب سے بڑا خطرہ ہی ہے۔ (قومی جنگ)

توفیر کاشت بذریعہ کاشت مشترک

اس وقت مملکت کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ملک کی غذائی مشکلات کو رفع کیا جائے اس میں جنگ نہیں کہ نہ صرف تعلقہ آصفیہ کا غذائی سوقوت ہونا مشکل ہو گیا ہے بلکہ تعلقہ ہذا سے ملک کی غذائی مشکلات کے پیش نظر غلہ کی جو مقدار ملک کے لئے فراہم کی جاتی ہے وہ اس قدر نمایاں ہے کہ جس قدر کو اس پر فخر ہے۔ لیکن اس وقت تک جو کام بھی ہو رہا ہے وہ جاری ہے پروگرام کا صرف پہلا باب ہے ہم کو کوشش یہ کرنا ہے کہ آئندہ فصلوں میں اس تعلقہ کی جنگلی جو زمین کی پیداوار میں اتنا اضافہ ہو جائے کہ مقامی ضروریات کی تکمیل کے بعد ملک کو اس قدر غلہ مل سکے کہ تعلقہ آرمور دیگر مقامات کے لئے قابل تقلید ہے۔

اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ تعلقہ ہذا میں اس وقت جس قدر غیر مقبوضہ قابل کاشت زمین موجود ہے وہ ملک داری کے ذریعہ غذا کے توسط سے زیر کاشت لائی جائے۔ اس کے لئے مناسب طریقہ یہ ہوگا کہ ادوار علاقہ کے مواضعات کی غیر مقبوضہ اراضی قابل کاشت کا رقبہ معلوم کیا جائے۔ اس کے بعد موزونیت کے سبب سے ہر جنس خورد و نوش کے لئے اس رقبہ کو مختلف بلاکس میں تقسیم کیا جائے جو ادوار ان مواضعات کے کاشتکاروں کے سپرد کیا جائے کہ وہ اپنی کاشت ختم کرنے کے بعد مشترک طور پر ان آراضیات کو زیر کاشت کریں۔ ان اراضیات کے لئے تخم کیاں اور غذائی جانب سے فراہم کیا جائے گا۔ اور جو پیداوار ان اراضیات سے حاصل ہوگی وہ مجالس غذا کے ذریعہ سے ان کاشتکاروں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ کاشت مشترک کے اس طریقہ سے سارے تعلقہ میں نہ صرف غلہ کی وافر مقدار پیدا ہوگی بلکہ کاشتکاروں کو دہقانی طور پر ہر ایک چیز کو خریدنے کو کاشتکار کو معمولی ضرورت کے لئے جو بیوپاری کی طرف جانا پڑتا ہے اور اس معاملہ میں باہمی منافقت سے ان کو جو نقصان پہنچتا ہے اس سے وہ محفوظ رہیں گے۔

صدر مرکزی مجلس غذا تعلقہ آرمور

دستور العمل متعلق کاشت مشترک

۱۔ یونین ترقیات دیہی تعلقہ آرمور نے تعلقہ ہذا کی غذائی ترقی کے شعبہ میں "کاشت مشترک" کو اپنا نصب العین قرار دیا ہے جنانچہ طے کیا گیا ہے کہ علاقہ متعلقہ کی یونین ترقیات دیہی کی نگرانی میں اس تعلقہ کی قابل کاشت افتادہ آراضیات پر کاشت مشترک کے مزرعہ جات قائم کرائے جائیں اور ایسے کاشتکاروں کو جن کے رقبہ جات چھوٹے چھوٹے ہیں تو بھی ترغیب دی جائے کہ وہ اپنی زمین محنت اور سرمایہ کو یکجا کر کے کاشت مشترک کے اصولوں پر مزرعہ جات قائم کریں۔

۲۔ علاقہ متعلقہ کی یونین ترقیات دیہی اس کام کے لئے ہر موضع میں اپنے اراکین میں سے ایک موزوں شخص کو منتظم مقرر کرے گی جو منتظم کاشت مشترک کہلائے گا۔

فرائض منتظم کاشت مشترک

۳۔ منتظم کاشت مشترک کے فرائض حسب ذیل ہوں گے۔

۱۔ وہ حسب فارم نمونہ جات کے مطابق حسب ذیل رجسٹرات رکھے گا۔

(الف) رجسٹر کاشت مشترک

(ب) رجسٹر حصہ داران کاشت مشترک

(ج) کردی

۲۔ وہ اپنے موضع کی جملہ خارج القبضہ اراضیات کو اولو رجسٹر "کاشت مشترک" میں رکھے گا۔

۳۔ وہ ایسے جملہ کاشتکاروں کے نام بھی رجسٹر "کاشت مشترک" اور حصہ داران کاشت میں درج کرے گا جو کاشت مشترک کے لئے منتخب کئے گئے ہیں۔

۴۔ وہ ہر قسم حساب و کتاب سے وابستہ کا ذمہ دار ہوگا اور اس کا فرض ہوگا کہ جملہ آمدنی و مصارف کا اندراج بہ پابندی کردی میں درج کرے۔

۵۔ وہ کاشت مشترک سے متعلق جملہ امور فراہمی تخم، کھاد، مویشی، آلات زراعتی، ناگرگشی، آبپاشی، معائنہ فصول، اوائی مالگزاری اور تقسیم پیداوار وغیرہ کا ذمہ دار ہوگا۔

معاوضہ منتظم کاشت مشترک

۴۔ اس کو اپنے فرائض کے معاوضہ میں ہر مزرعہ کی کل پیداوار کاشت مشترک کا ۱۰ فیصدی حصہ بشکل جنس دیا جائے گا اس کے علاوہ منتظم کو اپنے فرائض سے متعلق اگر دورہ وغیرہ کرنا پڑے تو اس کو حقیقی سفر خرچ اور ایک روپیہ یومیہ نقد بھتہ دیا جائے گا۔

رکنیت کاشت مشترک

۵۔ کاشت مشترک کی رکنیت کے شرائط حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ہر وہ کاشتکار جس کے قبضہ میں پانچ ایکڑ سے کم زمین ہو اور جو داخلہ فیس ایک روپیہ ادا کرے کاشت مشترک کا رکن بن سکتا ہے بشرطیکہ منتظم کاشت مشترک گرداور علاقہ کے مشورہ سے اس کو رکنیت کے لئے موزوں سمجھے۔

۲۔ ہر رکن کا فرض ہوگا کہ وہ کاشت مشترک کے دستور العمل کی پوری پوری پابندی کرے۔ بصورت دیگر منتظم کاشت مشترک کی سفارش پر گرداور علاقہ اس کو رکنیت سے خارج کر دے گا۔

انتظام کاشت

۶۔ کاشت مشترک کا انتظام حسب ذیل طریقہ پر کیا جائے گا۔

۱۔ منتظم کاشت مشترک آراضیات منتخبہ برائے کاشت مشترک کو بلحاظ کل رقبہ و قسم آبپاشی و خشکی گرداور علاقہ مختلف بلاکس میں تقسیم کر کے ہر ایک بلاک کے لئے کاشتکاروں اور ان کے ناگروں کی تعداد ایک سال کے لئے متعین کر دے گا۔

۲۔ جو حصہ داران کاشت مشترک کو تخم کھاد بہ معاوضہ ذیل یونین کی جانب سے منتظم فراہم کر سکے گا۔

۱۔ قیمت کھاد پر دس فیصد منافع

۲۔ تخم پر فی من چار سیر منافع

تقسیم پیداوار

۷۔ پیداوار کی تقسیم حسب ذیل اصول پر کی جائے گی۔

(الف) فصل درو ہونے پر جملہ حصہ داران کاشت مشترک اپنے اپنے بلاک کی کل پیداوار منتظم کاشت مشترک کے حوالہ کر دیں گے۔ منتظم بہ منہائی مطالبات ذیل بقیہ پیداوار کو بہ حساب ناگر جملہ حصہ داروں میں مساوی طور پر تقسیم کر دے گا۔

۱۔ تخم مع منافع بشکل جنس

۲۔ کھاد بشکل جنس مع منافع

۳۔ مالگزاری بشکل جنس

۴۔ کل پیداوار کا ۱۰ فیصدی حصہ بشکل جنس بہ معاوضہ انتظام کاشت مشترک۔

۵۔ کل پیداوار کا ۵ فیصدی حصہ برائے محفوظ۔

آمدنی

۸۔ کاشت مشترک سے متوقع آمدنی کی مدات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ فیس شرکت

۲۔ منافع تخم

۳۔ منافع کھاد

۴۔ منافع مدات متفرق

۵۔ پانچ فیصدی پیداوار جو محفوظ کے لئے حاصل کی گئی ہے۔ جملہ آمدنی جو مذکورہ بالا مدات سے حاصل ہوگی اس کو مرکزی یونین ترقیات دیہی تعلقہ آرمور کے سیونگ بینک میں بہ حیثیت عہدہ دار صدر یونین کے نام جمع کر دیا جائے گا۔

تقسیم آمدنی

۹۔ کل آمدنی متعلقہ فقرہ (۸) کی تقسیم حسب ذیل اصول پر کی جائے گی۔

۱۔ محفوظ (۲۵) فیصدی

۲۔ اراکین کاشت مشترک کی فلاح و بہبود پر (۵۰) فیصدی

۳۔ متفرق اخراجات (۲۵) فیصدی۔

۳- مادہ وغیرہ (۵) فیصدی

۱- ترتیب موازنہ

۱- جو آمدنی و مصارف کا موازنہ بصراحت فقرہ فقرہ (۴) (۵) منظم کاشت مشترک آغاز سال سے کم از کم ایک ماہ قبل مرکزی یونین کے معتمد کے پاس بغرض منظوری پیش کرے گا۔

۲- یہ منظوری معتمد مجلس انتظامی یونین [illegible] دہی وہ فقرہ (۵) کے بموجب ۲-۳-۴ کے رقومات حسب ضرورت برداشت کر سکے گا۔

نگرانی

۱- منظم کاشت مشترک پر راست گرداور حلقہ اور حلقہ کی یونین کے معتمد کی نگرانی رہے گی اور کم از کم سال میں ایک مرتبہ گرداور حلقہ اور ہر ششماہی پر ایک مرتبہ حلقہ کی یونین کا معتمد اس کے دفتر اور انتظامات کا معائنہ کرے گا۔

۲- اگر منظم حلقہ بددیانتی اور خیانت کا مرتکب ہو یا اس میں انتظامی صلاحیت نہ ہو، یا محنت اور کارکردگی سے اپنے فرائض کو وہ انجام نہ دے تو اس کو گرداور حلقہ و حلقہ کی یونین کے معتمد کی متفقہ رپورٹ پر خدمت سے علحدہ کر دیا جائے گا۔

انجمن ہائے امداد باہمی کے ذریعہ اجناس خوردنی کی فراہمی اور تقسیم

بقیہ سلسلہ صفحہ (۳)

۸- اگر دیہات کے سلسلے میں تعلقہ میں انجمنوں اور سوسائٹی [illegible] گوداموں کے قیام اور انتظام سے اطمینان بخش طور پر دلچسپی لیں تو حکومت کا یہ ارادہ ہے کہ وہ عنقریب جیسا کہ [illegible] کا پروڈیشن کو حیدرآباد کو آپریٹیو کارپوریشن میں تبدیل کر دے تاکہ ممالک محروسہ میں بے قرینہ انجمن ہائے امداد باہمی کی وفاقی تنظیم کو مکمل کر دیا جائے۔ جن تنظیم کے ابتدائی ادارے وہی خاص گودام ہوں گے جو تعلقہ کی انجمنوں سے مربوط ہوں گے اور یہ انجمنیں ممالک محروسہ کے بالائی ادارہ یعنی کارپوریشن سے منسلک ہوں گی۔ اس طرح امداد باہمی کی ایک مرکزی تنظیم قائم ہو جائے گی۔ جو زرعی پیداوار کی خرید و فروخت اور زرعی ضروریات کی فراہمی کا کام انتہائی نفع بخش طور پر انجام دے گی۔

۹- فی الحال ممالک محروسہ کے مختلف حصوں میں امداد باہمی کے گوداموں کی تعداد تقریباً [illegible] ہے اور [illegible] مجالس امداد باہمی کی تعداد تقریباً [illegible] ہے۔ جنہیں تعلقہ کی انجمنوں ترتیبات کی شکل دی جا رہی ہے۔ حکومت کو یقین ہے کہ ان گوداموں کے قیام سے اس تنظیم کو تقویت ہو جائے گی بعد جنگ اور اس کے [illegible] ترغیب کو وسعت دینے کے شاندار مواقع پیدا ہوں گے۔

ہٹائیں گے اور ایک ایسا مستحکم نظام بن جائے گا جو [illegible] کاموں کو مابعد جنگ زمانے کی مشکلات کا مقابلہ کرنے کے قابل بنا دے گا۔

۱۰- غلے کی تقسیم کے اعتبار سے مذکورہ بالا مجالس دوگونہ مقاصد والے اداروں کا کام دیں گی۔ اور مواضعات میں صرف زرعی پیداوار کی خرید و فروخت بلکہ غیر زراعت پیشہ آبادی کے لئے غلے کی فراہمی کا ذریعہ بھی ثابت ہوں گی۔ بلدی علاقوں میں فراہمی کا مسئلہ اتنا آسان نہیں ہے تاوقتیکہ خود صارفین اپنی مجالس امداد باہمی قائم نہ کریں ان کے لئے اپنے روپیہ کا پورا معاوضہ حاصل کرنا ممکن نہ ہوگا ممالک محروسہ کے بڑے مقامات میں اب بلدی کا نظام بہت تیزی سے ہو رہا ہے اور اس سے صارفوں کو اسٹور قائم کرنے میں بہت مدد ملے گی۔ حکومت اس بات پر بہت دلچسپی رہے گی کہ شہروں کے رہنے والے اپنے آپ کو معاشی استحصال سے محفوظ رکھنے کے لئے اس موقع کو کس قدر فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس ضمن میں جو کوشش ہوگی اسے حکومت قدر کی نظر سے دیکھے گی اور اس مفید کام کے لئے مجالس کے قیام اور ترقی میں ضروری سہولتیں بہم پہنچائی جائے گی۔

۱۱- حکومت یہ محسوس کرتی ہے کہ ایک طرف پیدا کنندوں تاجروں کی مجالس امداد باہمی اور دوسری طرف صارفوں کی مجالس امداد باہمی قائم ہو جانے کی وجہ سے حکومت کے لئے اغذیہ سے متعلق تمام امور میں پبلک کی منشاء و رائے معلوم کرنے کا بہتر ذریعہ فراہم ہو جائے گی۔ غلوں اور فصلوں کی مشاورتی مجالس اغذیہ زیادہ نمائندہ حیثیت اختیار کر لیں گی۔ جس سے مرکزی مشاورتی مجلس اغذیہ کو بھی نمائندہ بنانے میں مدد ملے گی۔ حکومت کو یہ توقع ہے کہ دیہی مجالس امداد باہمی کے ذریعہ [illegible] کی وصولی، ان مجالس اور تعلقہ واری انجمنوں کی جانب سے قابل فروخت زائد مقدار کی خریداری، ذخائر کی تقسیم انجمنوں کی انتظامی مجالس کے توسط سے [illegible] کے اجازت ناموں کی اجرائی اور انجمنوں کے ذریعہ مقامی اداروں کی تنظیم کی وجہ سے عہدہ داروں تک ذریعہ صحیح باقاعدہ طور پر موجودہ انتظام میں جو خامیاں یا بدعنوانیوں کی کمی ہو جائے گی۔ اور ایسی رائے عامہ پیدا ہو جائے جو ترقی اور تربیت یافتہ ہوگی کہ وہ برائیوں کا پتہ چلا سکے اور ان کی اصلاح کے لئے تدابیر پیش کرے۔

(اطلاعات)

مجلس قیام امن مملکت آصفیہ

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۰)

بانیان کانفرنس اور دوسرے جماعتیں اور اشخاص جنہوں نے اس کانفرنس کے انتظامات کئے وہ دلی [illegible] ہیں قابل مبارکباد ہیں اور میں اس سلسلہ میں خاص طور سے [illegible] کے ارباب [illegible] کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں [illegible] ساتھ اس [illegible]

کانفرنس کے مقاصد کو بہترین نتائج ہوں اور آپ کی مساعی کی وجہ سے امن [illegible] ہونے کی تمناؤں کے ساتھ اب میں کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے یہ دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمارے شاہ ذی جاہ کا سایہ ہمارے سروں پر تا قیامت سلامت رکھے۔

دیرپا امن کی شرط مقدم

بقیہ سلسلہ صفحہ اول

نفع اندوزی پر مبنی ہے بدل دیا جائے اور دولت کی منصفانہ تقسیم ہو۔ دیرپا امن کے قیام میں ایک چیز جو سب سے زیادہ ضروری ہے وہ ایشیائی اور افریقی اقوام کی آزادی کا سوال ہے۔ ان اقوام کی جذبہ آزادی کو [illegible] اقوام متحدہ کو نہ صرف فتح حاصل کرنی ہے بلکہ امن بھی۔ تاوقتیکہ انسانیت کے لئے سامراجی مفادات کو قربان نہ کر دیا جائے امن کی گفتگو بے معنی سی بات ہے۔

ہمارا میڈیکل کالج

از

(امیر الدین قدوائی بارہ بنکی)

دارالعلوم علی گڑھ کی تقریباً پچھتر سالہ خدمات کے اعتراف میں آئندہ جوبلی کے موقع پر قوم کی طرف سے ایک میڈیکل کالج کا نذرانۂ عقیدت نہ صرف ایک اچھوتا خیال ہے جو علی گڑھ کی ممتاز وجاہت اور خدمت کا ایک یادگار ثبوت ہوگا بلکہ خود ملک وملت کی خدمت میں ذکاوت اور عظیم الشان کوششوں میں ایک پائندہ اضافہ کی صورت ہے جو کہ بلاشبہ علی گڑھ کو اپنے عہد کے بانی مفکرین کی صف اول میں نمایاں حیثیت سے قائم رکھنے کے لئے کافی ہے۔

مسلم یونیورسٹی کی عظمت کسی تعارف یا اعتراف کی محتاج نہیں۔ فکری انکشاف، علمی انقلاب، عملی ترقی اور ہر قسم کی سرفرازی میں جو اس کو حصہ ہے وہ تاریخ کا اہم اور مسلّم واقعہ ہے۔ میڈیکل کالج کے قیام سے علی گڑھ یونیورسٹی کی تاریخ میں ایک قابل قدر باب کے اضافے کے امکانات عیاں ہیں۔ ایک اعلیٰ درجے کے ہسپتال کالج کے ساتھ ایک مغربی طرز علاج کا میڈیکل کالج ایسے ہوشمند اساتذہ کی نگرانی میں جو علی گڑھ کو ہمیشہ میسر رہے ہیں اور جن پر دنیا کی کوئی درسگاہ بھی بجا طور پر فخر کر سکتی ہے فن اور علم کی ترقی کے علاوہ نئی راہوں کے کھلنے کے مترادف ہوگا۔ یقیناً اس دیرینہ اور دانشمندانہ اقدام سے نہ صرف ایک قومی ضرورت بلکہ ایک محسوس کمی اور تشنۂ تکمیل آرزو کی پوری ہونے کی صورت نکل آئی ہے۔

دیکھا جائے تو لاکھ روپیہ ایک زندہ اور باعمل قوم کے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے اور نہ ہی اس باب میں مسلمانوں کے حقوق کے ادا کرنے کی ذمہ داری ہے اور اس سے یہ امر مخفی نہیں ہے کہ ایک میڈیکل کالج کی صرف مسلمانوں کی خود ہی کی ضرورت ہے بلکہ بنی نوع انسان کی بہترین خدمت کی بھی تدبیر ہے۔ مسلمان ڈاکٹروں کی قلت خصوصاً نمایاں طور پر محسوس کی جاتی ہے اور کیا بجا طور پر اس حقیقت کا ہوں گے جو مسلمانوں کی اس شعبہ تعلیم میں دشواریوں کا باعث ہوتی رہی ہیں اور کیا بجا طور پر اس امر کے کہ مسلمان من حیث القوم اپنی عظمت وبقا کے لئے ایک بہتر جہت کی ترقی کے لئے مجبور ہیں۔

میڈیکل کالج کی اسکیم ملک وملت میں اپنی بہبودیت کی آپ مثال ہونے کی سزاوار ہے۔ مسلمانوں نے دنیا میں علوم وفنون کی تجدید کی سرپرستی کی اور ان میں نمایاں اضافے کئے۔ انھوں نے خدمت خلق کو ایک اہم اخلاقی فریضہ کی حیثیت سے ادا کیا اور فنون طبابت وجراحی میں یگانۂ روزگار افراد پیدا کئے۔ سر ضیاء الدین کی بیدار مغزی سے یہ تلخ حقیقت سب سے پہلے مرتب ہم پر واضح ہوئی ہے کہ اس ملک میں دنیا بھر میں سب سے کم معالج فیصد ہیں اور اس امر کے پیش نظر کہ یہاں امراض کی کس قدر فراوانی اور اموات کی گرم بازاری ہے ظاہر ترین سبب کی طرف توجہ فرما کر میڈیکل کالج کی ہر کل اور ناقابل تردید اسکیم پیش کی ہے۔ قوم نے اپنی روایتی اور قابل قدر ایثار سے قبول کرکے اگر یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ دسمبر ۱۹۴۶ء سے قبل یہ کالج علی گڑھ میں قائم ہو جائے تو بلاشبہ ایک بہت بڑی بات ہے۔ یقیناً نوجوانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی حوصلہ مندی اور بے مثال علمی اشتیاق کو اس اہم موقع پر بروئے کار لائیں اور تحریر تقریر اور شعر اپنی ذمہ داری پر اس پیغام کو پہنچائیں۔ ضلع وار قائم شدہ کمیٹیوں کو مدد دیں نئی کمیٹیاں جہاں ضرورت ہو بنوائیں اور مدت معینہ سے بہت قبل اپنے میڈیکل کالج کے لئے مقررہ رقم جمع کرائیں۔ ہر صوبہ میں ایک نگران کمیٹی اور کم سے کم ایک روزنامہ اخبار کی سرگرم تائید بھی اہم ضروریات ہیں جن کا بندوبست فوراً ہونا چاہئے اسی طرح اضلاع تک جو اخبار نکلتے ہیں ان سے کام لینا بھی ضروری ہے کیونکہ عوام کو ہر کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی تائید اور اعانت اس اسکیم کو حاصل ہونا چاہئے کیونکہ مسلمانوں کا یہ میڈیکل کالج ایک مستحقہ ضرورت ہے اور بنی نوع کی خدمت کی بھی بے لاگ تدبیر۔

میں یقین کرتا ہوں کہ عام وطن کے قدردان قوم کی ترقی اور عروج کے خواہاں غریبوں اور مریضوں پر ترس کھانے والے مخیر امیر حوصلہ مند ہمدردان ملت اپنی دست بہار اس تحریک میں دل سے اپنے قدرے شرکت فرمائیں گے اور اسے وقت کی سب سے بڑی خدمت شمار کریں گے۔

مجلس قیام امن مملکت آصفیہ

(بقیہ مسلسل صفحہ ۳)

میں اس موقع پر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ نواب کمال یار جنگ مرحوم کی، ہیر کی اور مولوی بہادر خاں صاحب مرحوم اور مولوی سید فضل حسین مرحوم کی ناگہانی سے آپ کی انجمن کا محروم ہو جانا ایک المناک حادثہ ہے اور میں رنج میں آپ کا دلی شریک ہوں۔ نواب کمال یار جنگ بہادر آپ کے سب سے پہلے صدر تھے اور انھوں نے جس انہماک اور دلچسپی سے اپنے فرائض انجام دئے اس سے مرکز کاریگر کو دو تقویت تھی۔ مولوی بہادر خاں صاحب گو ان کا تعلق ایک بڑی سیاسی جماعت سے تھا لیکن باوجود اختلافات کے انھوں نے اپنے خلوص اپنی شخصیت اور اپنی برادرانہ رواداریوں سے پبلک زندگی میں ایک اہم مقام پایا تھا۔ مولوی فضل حسین صاحب کی وقعت وعزت بھی اپنی جماعت تک محدود نہیں تھی۔

انجمن کی خوش نصیبی تھی کہ اس کو نواب نصیر یار جنگ بہادر جیسے روشن خیال ہمدرد ملک خیر خواہ ایک اہم رکن کی صدارت حاصل ہوئی۔ نواب صاحب موصوف سے جو توقعات وابستہ تھیں ان کو نواب صاحب نے بوجوہ احسن اس قلیل عرصہ ہی میں پورا کیا مگر میں وہ آپ کے صدر ہے برکت ضروریات نے ان کو آپ کی صدارت سے [illegible] باب حکومت میں اہم جگہ دے دی لیکن اس موقع پر ان کی موجودگی آپ کی دلچسپی کی عملی دلیل ہے۔ میں اس موقع پر ان [illegible] ہوں کہ ہمارے مالک مجازی خسرو دکن کی نظر کیمیا اثر ان پر پڑی اور مجھے یقین ہے کہ وہ ہر طرح اپنے کو اس کا مستحق ثابت کریں گے۔

مجھے امید ہے کہ آپ کے صدر منتخب نواب رشید یار جنگ بہادر موجودہ زمانہ کی رفتار اور حالات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ایک بہترین صدر ثابت ہوں گے اور حیدرآباد کی قدیم روایات رواداری اور باہمی خلوص وایثار کو برقرار رکھنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ نواب صاحب موصوف حیدرآباد کے ایک قدیم اور معزز خاندان کے رکن اور نائب امیر بارگاہ ہیں اور ان کو قیام امن کی خدمات کا حامل بنانا ملک کے لئے نیک شگون ہے۔ میں ان کا پبلک زندگی کے میدان میں خیر مقدم کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ حیدرآباد کی روایات رواداری اور مخصوص امرائے حیدرآباد کی وسیع نظری انھیں آپ کے مقاصد کے لئے مفید ثابت کریں گے۔

امن پسندی کی خواہش تو ایک فطری جذبہ ہے لیکن اس جنگ کی ہولناکیوں کے تلخ ترین تجربوں نے ہر ذی فہم کو امن کی نعمت اور برکت کے حقائق سمجھنے کے بہترین مواقع پیش کر دئے اور ان تجربوں کے بعد شاید ہی کوئی انسان ہو گا جو امن عامہ میں خلل ڈالنے کی آرزو رکھے۔

آپ کی تنظیم کی مقبولیت اور سودمندی کی نسبت مجھے جو یقین تھا اس میں اور بھی اضافہ ہو گیا جب متعدد ذمہ دار عہدہ داروں نے اضلاع سے آپ کی تنظیم کی تعمیری حیثیت اور اہمیت کو محسوس کرنا شروع کیا اور اسے تسلیم کیا کہ آپ کا وجود ایک اہم ضرورت کو پورا کر رہا ہے۔ یوں تو آپ کی اضلاع کی شاخوں کی کوشش عام طور پر مقبول رہی لیکن خصوصیت سے شاخ محبوب نگر کا، گرگدری کا حوالہ اس موقع پر اس لئے خوشگوار ہوگا کہ انھوں نے کئی مواقع پر سخت آزمائشوں اور مشکلات کو بڑی خوبی اور حسن تدبر سے اس طرح سنبھالا کہ حیدرآباد کی اچھی روایتیں وہاں محفوظ رہیں۔

میں یہاں ان کانفرنس اور اراکین اور عہدہ داران انجمن حیدرآباد اور اورنگ آباد کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اس مرتبہ انھوں نے حیدرآباد کے باہر کانفرنس کر کے اضلاع ممالک محروسہ کے ایک اہم مرکز میں منعقد کیا۔ اگر پچھلی کانفرنسوں میں اضلاع کی اہمیت کو نظر انداز کر دیا گیا جب کہ ملک کی اصل آبادی اضلاع ہی میں ہوتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ امن عامہ کے قیام کے اعتبار سے بھی آپ کی انجمن کی جدوجہد زیادہ تر اضلاع ہی میں ہونی چاہئے

(بقیہ صفحہ [illegible])

اعلان

محکمہ صدر ناظم و معتمد سرکار عالی صیغہ رسد

نشان (۲۷) مورخہ ۷ مارچ ۱۳۵۲ ف

حسب الحکم عالیجناب نواب سر صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت دفعہ ۳ ضمن (۱) فقرہ (ج) دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی و نفع اندوزی بابتہ ۱۳۵۲ ف صدر اعظم بہادر باجلاس باب حکومت کو حاصل ہیں بہ تنسیخ اعلان محکمہ رسد نشان (۱۲۸) مورخہ ۲۶ شہریور ۱۳۵۲ ف حسب صراحت خانہ ہائے ۴ و ۵ مندرجہ ضمیمہ منسلکہ حکم ہذا ان انتہائی قیمتوں کا تعین کیا جاتا ہے جن پر کوئی تاجر بائیسکل یا پرزہ بائیسکل مندرجہ ضمیمہ مذکور کو فروخت کر سکے گا

مگر شرط یہ ہے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں تاجر کو اختیار ہوگا کہ ضمیمہ منسلکہ حکم ہذا میں درج شدہ قیمتوں میں قریب ترین بندرگاہ سے مقام فروخت تک اس شئے کے اخراجات حمل و نقل کا اضافہ کرے لیکن یہ اضافہ کسی صورت میں ۱ روپیہ سکہ عثمانیہ سے متجاوز نہ ہو سکے گا۔

مزید شرط یہ ہے کہ لیڈیز بائیسکل (کی صورت میں تاجر کی عائد کردہ انتہائی قیمت اس ساخت کی بائیسکل کی قیمت مندرجہ ضمیمہ سے بقدر ۱۲ روپیہ ۴ آنہ ۴ پائی سکہ عثمانیہ زائد ہو سکے گی۔

منجانب صدر ناظم و معتمد رسد

سلسلہ نشان	صراحت شئے ساخت ساتز اور دیگر تفصیلات	عدد	قیمت تھوک فروشی سکہ عثمانیہ			قیمت چلر فروشی سکہ عثمانیہ		
			روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی
۱	رالے سائیکل	ایک	۱۲۷	۱۳	۱۰	۱۳۹	۳	۲
۲	بی۔ ایس۔ اے سائیکل	ایک	۱۲۸	۱۰	۰	۱۵۰	۱	۲
۳	بیٹن ہر کسی قسم کی سائیکل	ایک	۱۲۲	۹	۶	۱۴۷	۷	۰
۴	وٹ ورتھ	ایک	۱۲۰	۵	۲	۱۳۹	۱۲	۲
۵	ہرکلس سائیکل	ایک	۱۲۸	۳	۳	۱۶۰	۲	۰
۶	ڈبن سائیکل	ایک	۱۵۱	۷	۲	۱۸۱	۱۱	۱۰
۷	فینکس سائیکل	ایک	۱۳۱	۱۰	۴	۱۶۵	۳	۴
۸	فلپس سائیکل	ایک	۱۲۲	۰	۸	۱۴۴	۱۲	۰
۹	نارمن سائیکل	ایک	۱۳۰	۱۳	۰	۱۵۲	۱۰	۸
۱۰	فلپس فری ہیل ہینڈل بار پیڈل اور سب کے ساتھ	ایک	۷۷	۷	۱۰	۹۰	۶	۰
۱۱	ڈیو (صرف ہینڈل بار، پیڈل)	ایک	۷۳	۸	۰	۸۵	۱۲	
۱۲	ٹرنمبر ۱۰ / ۱۰ گھنٹی	ایک درجن	۲۰	۹	۰	۲۳	۰	۰
۱۳		ایک	۲	۸	۶	۲	۱۵	

سلسلہ نشان	صراحت شئے، ساخت، سائز اور دیگر تفصیلات	عدد	قیمت ٹھوک فروشی سکہ عثمانیہ روپیہ	آنہ	پائی	قیمت خردہ فروشی سکہ روپیہ	آنہ	پائی
١٤	انگلش چین ۱/۸، ۱/۲ اور کرانک	ایک سٹ	٨	١٣	٠	٣	٣	٢
١٥	" فارک	ایک	٩	٩	٢	١١	٣	١٠
١٦	" فری ویل	"	٢	١١	٠	٣	٢	٣
١٧	" ہنڈل بار بریک کے ساتھ	فی سٹ	١٣	١٣	٨	١٧	٣	١٠
١٨	" ڈوور ہنڈل گرپ	١٢ جوڑ	٦	٥	٨	٧	٦	١٠
١٩	" مڈگارڈ	فی جوڑ	٥	٢	٢	٥	١٢	٠
٢٠	فلپ پنڈل	"	٣	١٠	١٠	٥	٣	٣
٢١	انگلش جیب پمپ	فی درجن	١٤	٢	٢	٢٢	٢	٦
٢٢	" سیولائیڈ پمپ	"	٢٠	١٣	١٠	٢٣	٩	١٠
٢٣	بروکس بی ٣٣ سیڈل	ایک	١٣	١٠	٢	١٥	١٣	١٠
٢٤	اولمپک سیڈل ٣×٩٠	"	٩	١	١٠	١٠	٩	٣
٢٥	ہرکلیس یا جنیس یا دیگر (چھوٹا سائز بیڈل)	"	٥	١٣	٢	٦	١١	١٠
٢٦	کیریر بیرون ہندممالک سے برآمد کئے ہوئے	"	٢	١٣	٠	٥	٨	٢
٢٧	کیریر ہندوستانی	"	٣	٩	٨	٣	١	٠
٢٨	اسٹانڈ " "	"	٢	٩	٨	٣	١	٠
٢٩	کوارٹر چین کور	"	٣	٣	٦	٣	١٠	١٠
٣٠	ہاف چین کور	"	٥	١٣	٢	٦	١١	١٠
٣١	آئیل باتھ گیرکیس	"	١٥	١٢	٣	١٨	٦	٠
٣٢	فولادی چھرے ۱/۸	فی درجن	٠	٣	٢	٠	٣	٨
٣٣	" " " ۵/۱۲ اور ۳/۱۶	"	٠	٦	٢	٠	٧	٦
٣٤	فولادی چھرے ۱/۴	فی درجن	٠	٩	٢	٠	١١	٠
٣٥	کاٹرپن	ایک	٠	٣	٣	٠	٥	٠
٣٦	چین اڈجسٹر	"	٠	٦	٢	٠	٧	٦
٣٧	ہب اکسل اسٹانڈرڈ	فی جوڑ	٣	١٣	٦	٣	٥	٦
٣٨	پیڈل اکسل اسٹانڈرڈ	"	٣	٣	٩	٣	٢	١٠
٣٩	باٹم اکسل " "	ایک	٣	٣	٦	٣	١٠	١٠ ۔ ١٠
٤٠	لبری کیٹنگ آئیل	فی ڈبہ	١	٠	٨	١	٣	٨
٤١	آئیل کین	ایک	٠	٨	٠	٠	٩	١٠
٤٢	بریگ شو	"	٠	١٢	٣	٠	١٣	١٠
٤٣	بریگ ربر	"	٠	٣	٢	٠	٥	٠
٤٤	" بلن	"	٠	٥	٠	٠	٦	٢
٤٥	پیڈل ربر	"	٠	٨	٠	٠	٩	١٠
٤٦	سلوشن ٹیوب نمبر ١	"	٠	٣	٢	٠	٣	١٠
٤٧	" " ٢	"	٠	١٠	٦	٠	١٣	٢
٤٨	مڈگارڈ بولٹ نٹ	"	٠	١	٠	٠	١	٤
٤٩	ٹروزر کلپ	فی جوڑ	٠	١٣	٣	٠	١٣	١٠
٥٠	ٹروزر بینڈ	"	٠	١٢	٣	٠	١٢	١٠
٥١	پمپ کلپ	"	٠	٣	٣	٠	٥	٠
٥٢	ٹول بیاگ	ایک	١	٩	١٠	١	١٣	٦

احمدیہ پریس چارمینار میں طبع ہوکر دفتر مملکت [illegible] سے شائع ہوا